20214 - جہاد کا حکم اور اس کی اقسام

سوال

اس وقت اور دور میں کیا ہر استطاعت رکھنے والے شخص پر جہاد فرض ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جہاد کے کئی ایک مراتب اور درجات ہیں، ان میں کچھ تو ہر مکلف پر فرض عین ہے، اور کچھ فرض کفایہ یعنی جب بعض مکلفین جہاد کر رہے ہوں تو باقی سے ساقط ہو جاتا ہے، اور کچھ مستحب ہے.

جہاد نفسی اور شیطان کے خلاف جہاد تو ہر مکلف پر فرض ہے، اور منافقین اور کفار اور ظلم و ستم کرنے والوں اور برائی اور بدعات پھیلانے والوں کے خلاف جہاد فرض کفایہ ہے، اور بعض اوقات کفار کے خلاف جہاد معین حالات میں فرض عین ہو جاتا ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر جہاد کی چار اقسام اور مراتب و درجات ہیں: جہاد بالنفس، شیطان کے خلاف جہاد، کفار کے خلاف جہاد، اور منافقین کے خلاف جہاد.

جہاد بالنفس کے بھی چار درجات اور مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ:

ہدایت و راہنمائی کی تعلیم اور دین حق کے حصول کے لیے نفس کے خلاف جہاد کیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو دنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کامیابی فلاح سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے، جب اس پر عمل نہ کیا جائے تو دونوں جہانوں میں شقاوت و بدبختی حاصل ہوتی ہے.

دوسرا مرتبہ:

علم کے حصول کے بعد وہ اس پر عمل کرنے کے لیے جہاد اور کوشش کرے، کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم اگر اسے نقصان نہ دے تو اسے کوئی فائدہ بھی نہیں دے سکتا.

تیسرا مرتبہ:

وہ اس علم کو آگے پھیلانے اور جنہیں اس کا علم نہیں انہیں تعلیم دینے میں جہاد اور کوشش کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو اللہ تعالی کی نازل کردہ ہدایت و راہنمائی اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں، اور اس کا یہ علم اسے نہ تو اللہ کے عذاب سے نجات دےگا اور نہ ہی اسے کوئی نفع دے سکتا ہے.

چوتھا مرتبہ:

اللہ تعالی کے دین کی دعوت دینے میں جو تکالیف اور مشکلات پیش آئیں، اور لوگوں کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت پر صبر کرنے کا جہاد، اور ان سب کو وہ اللہ کے لیے برداشت کرے.

تو جب یہ چار مرتبے مکمل کر لےگا تو وہ ربانیین میں شامل ہو جائیگا، سلف رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تك ربانی کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق نہیں جب تك وہ حق کی پہچان کر کے اس پر عمل کرنے کے بعد اس کی لوگوں کو تعلیم نہ دے، تو جو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دے تو یہی شخص ہے جو آسمان میں عظیم شان رکھتا ہے.

شیطان کے خلاف جہاد کے دو مرتبے ہیں:

پہلا مرتبہ:

شیطان کی جانب سے بندے کو ایمان میں پیدا ہونے والے شکوك و شبہات دور کرنے کے لیے جہاد کرنا.

دوسرا مرتبہ:

شیطان کی جانب سے فاسد قسم کے ارادے اور شہوات دور کرنے کی کوشش اور جہاد کرنا.

تو پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا اور امام بنا دیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے السجدة (24).

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہے کہ امامت دین صبر اور یقین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ صبر شہوات

اور فاسد قسم كے ارادوں كو دور اور ختم كرتا ہے، اور يقين شكوك و شبہات كو ختم كرتا ہے.

اور كفار اور منافقين كے خلاف جہاد كے چار مراتب ہيں:

دل اور زبان اور مال اور نفس كے ساتھ.

ہاتھ كے ساتھ جہاد كرنا كفار كے خلاف خاص ہے.

اور منافقين كے خلاف زبان كے ساتھ جہاد كرنا خاص ہے.

اور ظلم و ستم اور بدعات و منكرات كے خلاف جہاد كے تين مراتب ہيں:

پہلا:

اگر قدرت و استطاعت ہو تو ہاتھ كے ساتھ، اور اگر استطاعت نہ ہو تو يہ منتقل ہو كر زبان كے ساتھ، اور اگر اس كى بھى استطاعت اور قدرت نہ ہو تو پھر دل كے ساتھ جہاد كرنے ميں منتقل ہو جاتا ہے.

تو جہاد كے يہ تيرہ (13) مراتب ہيں، اور حديث :

" جو شخص بغير جہاد كيے مر گيا اور نہ ہى اس كے نفس ميں جہاد كرنے كى خواہش پيدا ہوئى تو وہ نفاق كى ايك علامت پر مرا "

صحيح مسلم حديث نمبر (1910).

ديكھيں: زاد المعاد (3 / 9 - 11).

اور شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ كہتے ہيں:

جہاد كى كئى ايك اقسام ہيں:

نفس كے ساتھ، مال كے ساتھ، دعاء كے ساتھ، توجيہ و ارشاد اور راہنمائى كر كے، كسى بھى طرح خير وبھلائى پر معاونت كر كے جہاد كرنا.

ليكن ان سب ميں عظيم نفس كے ساتھ جہاد ہے، پھر مال كے ساتھ اور رائى اور راہنمائى كے ساتھ جہاد كرنا، اور اسى طرح دعوت و تبليغ بھى جہاد ہى ہے، تو نفس اور جان كے ساتھ جہاد سب سے اعلى درجہ ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (7 / 334 ـ 335).

دوم:

اور کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد میں امت مسلمہ کے حسب حال کئی قسم کے مراحل گزرے ہیں:

ابن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی کہ وہ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ نبوت کی ابتدا تھی، تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنے دل میں اسے پڑھیں اور اس وقت انہیں اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی:

اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراؤ .

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو اقراء کہہ کر نبی بنایا اور یا ایھا المدثر کہہ کر رسول بنایا.

پھر اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اپنے کنبہ قبیلہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، اور پھر اس کے بعد اپنی قوم کو، اور پھر اس کے بعد اپنے ارد گرد رہنے والے عرب کو، اور پھر دور رہنے والے عرب کو، اور پھر پوری دنیا میں رہنے والوں کو.

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بننے کے بعد دس برس تک بغیر کسی قتال اور لڑائی اور جہاد اور بغیر جزیہ کے تبلیغ کرتے رہے، اور آپ کو صبر و تحمل اور معاف و درگزر کرنے اور ہاتھ روک کر رکھنے کا حکم دیا گیا.

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد پھر لڑائی اور جہاد کرنے کی.

پھر آپ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جو آپ سے لڑائی کرتے تھے، اور جو آپ سے نہیں لڑے اور قتال نہیں کیا ان سے روک دیا گیا.

پھر مشرکوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا جب تک کہ پورا دین اللہ کے لیے نہ ہو جائے.

پھر کفار کے خلاف جہاد کا حکم ملنے کے بعد کفار کی آپ کے ساتھ تین اقسام تھیں:

جن کے ساتھ صلح اور جنگ بندی تھی.

جن کے ساتھ لڑائی تھی یعنی اہل حرب.

اور ذمی لوگ.

دیکھیں: زاد المعاد (3 / 159).

سوم:

کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

قال: (اور جہاد فرض کفایہ ہے، جب قوم کے کچھ افراد جہاد کر رہے ہوں تو باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے).

فرض کفایہ کا معنی یہ ہے کہ:

وہ فرض چیز اگر اتنے لوگ اس کی ادائیگی نہ کریں جو کافی ہوں تو سب لوگ گنہگار ہونگے، اور اگر اتنے لوگ ادا کر لیں جو کافی ہوں تو باقی سب لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے.

ابتدا میں خطاب سب کو شامل ہے، مثلا فرض کفایہ، اور پھر اس میں مختلف ہے کہ فرض کفایہ بعض کے ادا کرنے سے باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے، اور فرض عین کسی دوسرے کے کرنے سے کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتا، عام اہل علم کے قول کے مطابق جہاد فرض کفایہ میں شامل ہوتا ہے .

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (9 / 163).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ہم پہلے کئی بار بیان کر چکے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، اور سب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے نفس اور اپنے مال اور اسلحہ اور دعوت اور مشورہ کے ساتھ معاونت ضرور کریں، تو جب جہاد کے لیے اتنے لوگ نکل جائیں جو کافی ہوں باقی افراد گنہگار ہونے سے بچ جائینگے، اور جب سب لوگ ہی جہاد ترک کر دیں تو سب گنہگار ہونگے.

تو مملکت سعودی عرب، اور افریقہ اور مغرب وغیرہ میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنی طاقت صرف کرنی چاہیے، اور زیادہ قریب والا شخص زیادہ حصہ ڈالے، تو جب ایک یا دو یا تین یا اس سے زیادہ ملکوں میں سے افراد کافی ہو جائیں تو باقی مسلمانوں سے ساقط ہو جائیگا.

اور وہ نصرت و مدد اور تائید کے مستحق ہیں ان کی مدد کی جائے، ان کے دشمن کے خلاف ان مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے؛ کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے سب کو جہاد کا حکم دیا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کر کے اپنے بھائیوں کی مدد کریں، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو گنہگار ہونگے، اور جب اتنے افراد جہاد کرنے لگیں جو کافی ہوں تو باقی سے گناہ ساقط ہو جائیگا .

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (7 / 335).

چہارم:

کفار کے خلاف جہاد چار حالتوں میں فرض ہو جاتا ہے:

1 ـ جب مسلمان شخص جہاد میں حاضر ہو جائے.

2 ـ جب دشمن آ جائے اور علاقے اور ملك کا محاصرہ کر لے.

3 ـ جب امام المسلمین اور حکمران رعایا کو جہاد کی طرف بلائے تو رعایا پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جاتا ہے.

4 ـ جب اس شخص کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور اس ضرورت کو پورا نہ کر سکتا ہو.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جہاد واجب اور اس وقت فرض عین ہو جاتا ہے جب کوئی انسان قتال میں حاضر ہو جائے، یہ فرض عین ہونے کی پہلی جگہ ہے جہاں جہاد فرض عین ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم کفار کے مد مقابل ہو جاؤ اور دو بدو ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر اپنی پشت پھیرےگا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو، یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور کوئی جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آ جائیگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا، اور بہت ہی بری ہے وہ جگہ الانفال (15 ـ 16).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ لڑائی والے لڑائی میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا سات تباہ کن اشیاء میں سے ایك ہے، فرمان نبوی ہے:

" سات تباہ کن اشیاء سے بچ کر رہو: اور اس میں لڑائی والے دین لڑائی سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی ذکر کیا "

متفق علیہ.

لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے دو حالتوں میں استثنی کیا ہے:

پہلی حالت:

وہ شخص لڑائی کا پینترا بدلنے کے لیے وہاں سے بھاگے، یعنی دوسرے معنوں میں اس طرح کہ وہ اس سے بھی زیادہ قوت و طاقت کے ساتھ آنا چاہتا ہو.

دوسری حالت:

وہ اپنی جماعت کے ساتھ ملنا اور پناہ حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اس طرح کہ اسے بتایا جائے کہ دوسری طرف سے مسلمانوں کی ایک جماعت اور لشکر شکست کھانے کے حالت میں ہے، تو وہ ان کی تقویت اور کے لیے ان کے ساتھ ملنے کے لیے جائے، اور اس حالت میں شرط یہ ہے کہ وہ اس گروہ اور لشکر کا خوف نہ رکھے جس میں رہ کر وہ خود لڑ رہا ہے، اور اگر اس جماعت کا خدشہ رکھتا ہو جس میں وہ خود ہے تو پھر اس کا وہاں سے نکل کر دوسری جماعت میں جانا جائز نہیں، تو اس حالت میں اس پر فرض عین ہوگا اور اس کے وہاں سے جانا جائز نہیں.

دوم:

جب اس کے علاقے اور ملک کو دشمن گھیر لے تو اس شخص پر اپنے وطن کے دفاع کے لیے لڑائی اور قتال فرض عین ہو جاتا ہے، اور یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو لڑائی کی صف میں موجود ہو؛ کیونکہ جب دشمن ملک اور علاقے کا محاصرہ کر لے تو اس کا دفاع کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دشمن اس علاقے میں جانے اور وہاں سے باہر نکلنے سے روک دے گا، اور اس طرح ان کے لیے غلہ وغیرہ بھی نہیں آ سکے گا، اور اس کے علاوہ جو کچھ معروف ہے اس پر بھی پابندی لگ جائیگی، تو اس حالت میں اس علاقے کے لوگوں پر اپنے ملک کے دفاع کے لیے لڑنا فرض عین ہے.

سوم:

جب امام اور حکمران لڑنے کا حکم دے، امام وہ ہے جو ملک کا حکمران اور سربراہ ہو، اور اس میں امام المسلمین ہونے کی شرط نہیں؛ کیونکہ یہ عمومی امامت بہت زمانے سے ختم ہو چکی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر اور حکمران بنا دیا جائے تو اس کی سمع و اطاعت اور فرمانبرداری کرو "

تو جب کوئی انسان کسی بھی جہت میں امیر بن گیا تو وہ امام عام کی طرح ہی ہے اور اس کا قول نافذ ہوگا اور اس کا حکم مانا جائیگا.

ديكهيں: الشرح الممتع (8 / 10).

والله اعلم .